شمارہ نمبر 1
2018

ذی الحجہ
1439





مجلہ شیخ العالم

درسِ قرآن

درسِ حدیث

فلسفہ حج

مسائل قربانی

حضور شیخ العالم کے منصوبہ جات



پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ

خواجہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی

دربار عالیہ نیریاں شریف کا واحد نمائندہ

مجلہ شیخ العالم نیریاں شریف

شمارہ نمبر 1 2018 ذی الحجہ 1439

بفیضان نظر

قدوۃ السالکین تاج فیضان نبوت سلطان نیروی حضرت خواجہ

پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

بفیضان کرم

آفتاب علم و معرفت واقف حقیقت حضرت علامہ

پیر محمد علاؤ الدین صدیقی مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

خواجہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی صاحب

اس شمارے میں

ناشر

شیخ العالم پبلی کیشنز فیصل آباد

دربار عالیہ نیریاں شریف ترارکھل آزاد کشمیر

ملنے کے پتے

1. جامع مسجد محی الدین سدھار سبزی منڈی فیصل آباد 0300-6110545 0321-6123199
2. احسان سنٹر سیکنڈ فلور منشی محلہ گلی نمبر 7 بھوانہ بازار فیصل آباد 0321-6012424
3. جنڈوالا کارخانہ لال مل چوک ٹاور والی گلی گودام نمبر 2 فیکٹری ایریا فیصل آباد محمد صفدر صدیقی 0312-9658338 041-2633244

حمدِ باری تعالیٰ

ضیاء نیّر

دائماً لازوال تیری ذات
شانِ اوج کمال تیری ذات

دنیوی ، اخروی ہر مرحلے میں
لے گی مجھ کو سنبھال تیری ذات

حدِّ ادراک سے ہے تو آگے
ماورائے خیال تیری ذات

ہر زمانے کا تو ہی خالق ہے
استقبال و حال تیری ذات

عالمِ غیب داں خبیر و علیم
آشنائے مآل تیری ذات

تو مکان و جہت سے یکسر پاک
اے کہ بے خدوخال تیری ذات

عقلِ نیّر میں تو سمائے کہاں
بیروں از قیل و قال تیری ذات

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

زمین و زماں تمہارے لیے مکین مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

ذہن میں زبان تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

اصالت کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایت کُل خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک ، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر ، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر ، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لیے

سحابِ کرم روانہ کیئے کہ آبِ نِعَم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیے ، یہ ستر بداں تمہارے لیے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دولہن
سزائے محن یہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے

کمالِ مہاں ، جلالِ شہاں ، جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
کی سارے جہاں میں بروز فکاں ، ظل آئینہ ساں تمہارے لیے

مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

ادار یہ

ملک پاکستان کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے اور مملکت خداداد روئے زمین کی واحد اسلامی نظریاتی ایٹمی ریاست ہے جس کی بنیاد ہی دو نظریہ ہے۔ ہندو مسلم اگرچہ صدیوں اس خطہ برصغیر میں اکٹھے رہے مگر انیسویں صدی میں مسلمانوں میں یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ ہندو اور مسلم دو علیحدہ مملکت کے طلب گار ہیں۔ چونکہ آزادی کی تحریک شروع ہوگئی یہ آزادی ایک طرف انگریز سے اور دوسری طرف ہندو دھرم سے پاک ہونے کی تھی۔ اسی کو وجہ بنا کر مسلمانوں نے ایک پاک صاف، آزاد اسلامی مملکت کے قیام کی جدوجہد کی جو بالآخر کامیاب ہوئی اور آج آزاد وطن کی فضاؤں میں ہم نہ صرف آزاد ہیں بلکہ دنیا کے اسلام کے بالخصوص اور اقوامِ عالم کے بالعموم ایک مثال ہیں۔

ملک پاکستان کی آزادی کو 71 سال ہوگئے مگر آج بھی ہم تجربات کی دنیا سے گزر رہے ہیں۔ جبکہ جدید دنیا کے سامنے اب تجربات نہیں بلکہ اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کا وقت ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہوگا جب ہم ایک جان ایک چھوٹی ریاستوں کے افراد علمائے کرام مشائخ عظام، دانشور، وکلاء، صحافی، مزدور، کسان، غرض ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے جس طرح قومی یکجہتی کے طور پر پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے قربانی دی آج بھی اسی طرح جذبہ حب الوطنی کی ضرورت ہے۔

دنیائے اسلام کے نامور ولی کامل شیخ العالم علیہ الرحمۃ کا یہ قول ہے کہ "پاکستان کو ملکوں کی سرداری نصیب ہوگی اور فیصلے پاکستان کی ہاں اور ناں میں ہوں گے۔" یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس ملک میں سکہ صرف اور صرف اسلام کا چلے گا۔ اسلام یا اس کی تعلیمات سے روگردانی کرنے والے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں اس دنیا سے چلے گئے مگر اسلام دن بدن پھیلتا گیا۔ جب سے پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے اور دنیا کی

پہلی اسلامی ایٹمی طاقت بنا تب سے لے کر آج تک یہ دشمن کی آنکھ میں کھٹک رہا ہے لیکن الحمدللہ اس ملک پاکستان میں ایسے جری جوان، بہادر سپہ سالار زیرک سیاستدان، ماہر قانون دان دانش مند سائنسدان، ہنرمند انجینئر، قابل اساتذہ، تجربہ کار کھلاڑی، زندہ دل شہری، پُرخلوص مشائخ، علوم کے بحر علماء غرض اسی مٹی کے رنگ نرالے

ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مقام افسوس کہ حضرت قائداعظم اور لیاقت علی خاں کے بعد مخلص قیادت اس ملک کو میسر نہ آسکی اگر قیادت میسر آئی تو موقع نہ دیا گیا۔ کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنا یا کسی کی پگڑی اچھالنا وطیرہ بن گیا۔ جبکہ حقیقت کا ادراک کرنا چاہیے اور حقیقت یہی ہے کہ ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور نہ صرف اپنے آپ کو بچائیں بلکہ عالم اسلام کی نمائندگی و رہبری کے لیے آگے بڑھیں تاکہ ملکوں کی سرداری کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

کیونکہ مجھے ہے حکم اذاں کا مطلب سمجھنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ہم آج اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی بجائے اجتماعیت کی بات کریں۔ خطہ برصغیر سے اور ارضِ پاک سے حضرت قائداعظم، علامہ اقبالؒ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے جنم لیا۔ جن کی فکر کی بدولت آج یہ ملک پاکستان بنا۔ اور ان کے دست و باز و علماء و مشائخ بنے جن کی شبانہ روز کوششوں سے آزادی کی تحریک پروان چڑھی اور اپنے انجام کو پہنچی۔ قیام پاکستان سے لے کر تکمیل پاکستان تک اس میں علماء و مشائخ کا نمایاں کردار رہا۔

الحمدللہ آج دربارِ فیض بار نیریاں شریف کے بزرگوں کے فیضان اور بالخصوص قبلہ شیخ العالم کے روحانی فیوض و برکات کی بدولت علم جہاد بلند کرتے ہوئے ایک بار پھر حضرت پیر سلطان العارفین صدیقی مدظلہ کی قیادت میں یہ قافلہ رواں دواں ہے اور یہ سفر رکا نہیں۔ آج ذات، برادری، خاندانوں، سرداروں، وڈیروں، جاگیرداروں کے چنگل سے نکل کر محض رضائے الٰہی اور امت محمدی ﷺ بن کر قبلہ شیخ العالم کے فرمان کے مطابق صرف

اور صرف بندگی خدا اور اتباعِ مصطفیٰ ﷺ میں صرف اور صرف اسلام کی سربلندی، دین کی آبیاری، ملک کی پاسداری، روحانی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت، ملکی سالمیت کے لیے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے سربکف ہونا ہے اور یہ عہد کرنا ہے کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر مصطفیٰ کریم ﷺ کے دین پر آنچ نہ آئے۔

قارئین کرام! ذوالحج اور اگست دو الگ ماہ مگر کچھ قدر مشترک ہیں کہ ذوالحج میں خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر عالم اسلام کے لیے ایک عظیم چارٹر پیش کیا جو کہ آج نہ صرف ہمارے لیے بلکہ تمام اقوام عالم کے لیے ایک رہنما اصول ہے اور یقیناً اسی چارٹر آف اسلام کی روشنی میں ہم نے اس ملک پاکستان کا حصول ممکن بنایا۔ آج پھر اسی دن اور عہد کی یاد تازہ کرتے ہوئے اس عہد کی تجدید کریں کہ اسلام سے روگردانی نہیں کریں گے۔ اپنے بھائی کا حق نہیں کھائیں گے۔ احترام آدمیت ہوگا، تمام مذاہب کا احترام کریں گے، ملک وملت کی سربلندی کے لیے کمربستہ رہیں گے۔ ترقی وکامرانی کے لیے خلوص نیت سے کام کریں گے۔ انشاءاللہ

''مجلہ شیخ العالم'' اس سلسلہ کی کڑی ہے کہ ''مجھے ہے حکم اذان لاالٰہ الااللہ'' امید قوی ہے کہ اپنی سمت کو بہتر کرنے، اقدار کو درست کرنے کے لیے جہاں آپ اپنا کردار ادا کریں گے اسی طرف یہ مجلہ آج یہ عہد کرتا ہے کہ ہر دکھ مصیبت کی گھڑی میں صرف اور صرف رضائے الٰہی اور رضائے مصطفیٰ کریم ﷺ کے لیے ہم آپ کے قدم بہ قدم ہیں۔ آج عہد کریں کہ ہر شخص، ادارہ، دامے، درمے، سخنے، قدمے، حسنے اس کا حصہ ہوگا۔

درسِ قرآن

محمد عبدالوثیق صدیقی

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①﴾

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

حمد کا معنی شکر، رضا، جزا، تحمید کے معنی اللہ کی بار بار حمد کرنا اور محمد کے معنی ہیں جس کی بار بار حمد کی گئی ہو۔

حمد کے معنی کسی خوبی کی بطور تعظیم تعریف کرنا وہ تعریف خواہ کسی نعمت کی وجہ سے ہو یا بغیر نعمت کے۔

حمد کی اقسام

۱۔ حمد قولی: زبان سے اللہ کی وہ تعریف کرنا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ خود اپنی تعریف فرمائی۔

۲۔ حمد فعلی: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جسم سے نیک اعمال کرنا۔

۳۔ حمد حالی: روح وقلب کے اعتبار سے تعریف کرنا۔

۴۔ حمد عرفی: منعم کے انعام کی وجہ سے کوئی ایسا فعل کرنا جس سے اس کی تعظیم ظاہر ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں الف لام یا استغراق کے لیے ہے، یا جنس کے لیے اگر یہ لام استغراق ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہر حامد کی ہر زمانہ میں ہر حمد اللہ کا حق ہے اور اس کے ساتھ ہی خاص ہے اور اگر لام جنس کا ہو معنی یہ ہے کہ حمد کی ماہیت اور حقیقت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی مِلک ہے اور یہ اس کے منافی ہے کہ حمد کا کوئی فرد اللہ کے غیر کے لیے ثابت ہو۔ ہر دو طریقوں سے یہ معلوم ہوا کہ حمد صرف اللہ کا حق ہے۔ کسی اور کا ہرگز حق نہیں ہے۔ تعریف کسی حسن اور کمال کی ہوتی ہے اور تمام کمالات کا مبدا اللہ تعالیٰ ہے تو ثابت ہوا کہ تمام حمد اور ثناء کا مستحق بھی اللہ رب العزت ہے۔ لِلّٰهِ میں لام لائق کے لیے ہے یا مِلک کے لیے

ہے پہلی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لائق ہیں۔ دوسری صورت میں اِس کا معنی یہ ہوگا کہ تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے۔ کیونکہ ہر چیز ہر حال میں اللہ کی ملکیت ہے تو جس حال میں بندہ حمد کرتا ہے اس حال میں بھی وہ اللہ کی مملوک ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بندہ بہ ظاہر کسی پھول کی خوشبو کی تعریف کر رہا ہے یا کسی عالم کے علم کی تو حقیقت میں وہ اللہ کی ہی تعریف کر رہا ہے۔ کیونکہ پھول میں خوشبو اور عالم میں علم کا پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اِس لیے درحقیقت یہ تعریف اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لامحدود ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا''[1]

''اگر تم اللہ کی نعتیں گنو تو گن نہ سکو۔''

تو جب ہم اللہ کی نعمتوں کو گن نہیں سکتے تو اِن کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور قدرت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہی عرض کیا اے خدا میں تو تیری ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا کجا لامتناہی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد جب تم نے جان لیا کہ تم ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہو تو ہمارا شکر ادا ہو گیا۔ بس تم اپنی قدرت اور طاقت کے مطابق ہمارا شکر ادا کرتے رہو۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ کو تو ازل میں ہی علم تھا کہ اِس کے بندے اِس کی حمد کرنے سے عاجز ہیں اور اس کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد خود فرمائی اور فرمایا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ①﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اِس کی نعمتوں کو جاننے والا اور کون ہو سکتا ہے اور کائنات میں سب سے بڑھ کر اِس کی حمد و ثناء کون کر سکتا ہے۔ اِس

---

[1] النحل:۱۸

کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((لا احصی ثنا علیك أنت كما اثنیت علی نفسك))[1]

''میں تیری ایسی ثنا نہیں کر سکا جیسی ثنا تو اپنی خود فرماتا ہے۔''

ہمیں ہر حال میں اپنے خالق و مالک کی حمد کرنی چاہیے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کام کی ابتداء حمد سے نہیں کی گئی وہ ناتمام رہے گا۔''[2]

بندہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنی ہر خوشی اور مصیبت میں اللہ کی حمد کرتا ہے۔ امام احمد روایت کرتے ہیں:

''حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کا نصیب کیسا رکھا ہے اِس کو اگر بھلائی پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور اِس کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر اِس کو مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔''[3]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھاتے یا پیتے تو فرماتے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔''[4]

(جاری ہے)

---

[1] مسلم، ج۱، ص:۱۹۲
[2] سنن ابوداؤد، ج۲، ص:۳۰۹
[3] مسند احمد ج۲، ص:۱۸۲، ۱۷۷، ۱۷۳
[4] جامع ترمذی، ص:۴۹۹

درسِ حدیث

خلیفہ حاجی عبداللہ صدیقی

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور اِن کی شریعت کی متاعِ کل رسول اللہ کی نمونہ زندگی ہے۔ آپ ﷺ کے اقوال واحوال اور آپ ﷺ کے شب وروز کے معمولات ہی اِن کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے آپ ﷺ کی زندگی کی کتاب کا ایک ایک صفحہ حفظ کیا۔ سفر وحضر، خلوت وجلوت، نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک کوئی ایک ایسا لمحہ نہیں ہوگا جس کو صحابہ کرام نے محفوظ نہ کیا ہو۔

صحابہ کرام آپ ﷺ کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے سینوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین نے پوری کی۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری میں حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی۔ یوں ہمارے پاس آپ ﷺ کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا۔

اکابر علماء ملت اور اساتیدِ شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کردی تھیں۔ انہوں نے ایک ایک حدیث کے لیے سینکڑوں میل کا سفر کیا۔ وہ اپنے شاگردوں سے بھی روایت لیتے تھے۔ ناقلین حدیث کو پرکھنے کے لیے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ لیکن ان کارناموں کی صحیح قدر وقیمت کا اندازہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہمیں دین میں علم حدیث کی اہمیت کا اندازہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی معیشت کے اصول ومبادی اجمالاً بیان فرمائے۔ جن کی تشریح وتفسیر بغیر احادیث نبویہ کے ممکن ہی نہیں ہے اور احکام کی عمل صورت بیان کرنے کے لیے اسوہ رسول ﷺ کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر بہت زور دیا ہے

تاکہ ان کی اطاعت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کے اقوال وافعال کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

۱۔ ''اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ''[1] اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

۲۔ ''مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا''[2] رسول ﷺ تم کو جو دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

۳۔ ''قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ''[3] آپ فرمادیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔

۴۔ ''لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ''[4] تمہارے اعمال کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

اِن آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے احکام اور افعال کا کس ذریعہ سے علم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی زندگی کو تو ہمارے لیئے نمونہ بتایا ہے لہٰذا جب تک رسول اللہ کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو تو ہم اپنی زندگیوں کو کیسے حضور ﷺ کی زندگی کے اسوہ میں ڈھال سکتے ہیں۔ جبکہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف احادیث رسول سے ہی ہوسکتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ کے لیے بنفس نفیس حضور ﷺ کی ذات ہدایت تھی اسی طرح ہمارے لیے حضور ﷺ کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول کو حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کے لیے معتبر ماخذ نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں پر نا تمام رہے گی۔ (جاری ہے)

1. آلِ عمران: ۳۲
2. الحشر: ۷
3. آلِ عمران: ۳۱
4. الاحزاب: ۲۱

شانِ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام

محمد اظہر فرید چشتی

''وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝۴۱ ''[1]

''اور کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں بتاتا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کا شمار اولو العزم رسولوں میں ہوتا ہے آپ نے ابتدائی عمر سے ہی توحید کی حمایت کی اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرما دیا تھا۔

ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت فرمایا میرا پالنے والا کون ہے؟ انہوں نے کہا تیرا باپ، فرمایا: ان کا پالنے والا کون ہے۔ اس پر والدہ نے کہا خاموش رہو اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کم سنی میں ہی رشد وہدایت پھر منصب رسالت سے سرفراز فرمایا تھا اور سن رسیدگی میں اپنا خلیل بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝۵۱ ''[2]

''اور بے شک ہم نے ابرہیم (علیہ السلام) کو پہلے ہی سے اس کو اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اس سے خبردار تھے۔''

یہ آیت کریمہ اس بات کا اعلان کرتی ہوئی نظر آرہی ہے کہ آپ ابتدائی عمر میں ہی (بالغ ہونے سے پہلے) ہدایت نبوت کے اہل تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بچپن ہی

[1] مریم:۴۱

[2] الانبیاء:۵۱

سے بت پرستی کے خلاف تھے آپ نے قوم کو جب توحید کا درس دینا شروع کیا تو لوگ کیا آپؑ کے قریبی چند ایک افراد بھی آپؑ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن آپ کا پیغام توحید بہت ہی ناصحانہ تھا۔

جب آپؑ نے اپنی قوم اور اپنے باپ سے بت پرستی کے خلاف گفتگو فرمائی، اسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

''اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا ذَا تَعْبُدُوْنَ ۝۸۵ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝۸۶ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۷ ''[1]

اس طرح آپؑ نے اپنی قوم سے منطقی انداز میں بات کرتے ہوئے فرمایا:

''قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝۷۲ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝۷۳ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝۷۴ ''[2]

''کیا تمہاری وہ سنتے ہیں جب تم پکارو یا وہ تمہارا کچھ بھلا کرتے ہیں یا برا کرتے ہیں، بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔''

اس طرح آپؑ نے توحید کا پیغام جاری رکھا اور آپؑ کو اس رستے میں بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر آپؑ نے صبر و استقلال اور عفو و درگزر کے عملی نمونوں سے اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں تنہا ہی مصائب کا سامنا کیا جن کا ذکر قرآن پاک میں جگہ جگہ موجود ہے:

شان ابراہیم علیہ السلام اور ایمان باللہ کی عظیم مثال:

جب نمرود بادشاہ نے آپؑ کو پکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا پھر قوم کی اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ آپ کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا، جس کا قرآن پاک یوں تذکرہ کرتا ہے:

[1] الصافات:۸۷-۸۵

[2] الشعراء:۷۴-۷۲

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝٦٨ [1]

''اور کہنے لگے اس کو آگ میں ڈال دو (جلادو) اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم ایسا کرنے والے ہو (تو کرو)۔''

پھر آگ جلانے کے لیے ایک ماہ تک لکڑیاں اکٹھی کی گئی آگ کا آلاؤ روشن کر دیا گیا، اتنی تپش تھی کہ پرندے بھی اوپر سے نہیں گزر سکتے تھے پھر آگ میں پھینکنے کے لیے ابلیس نے منجنیق کی تدبیر بتائی پھر سب سے اوپر عمارت کی چوٹی سے پھینکنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو باندھ کر اس میں بیٹھا دیا گیا یہ دیکھ کر آسمان وزمین ملائکہ سوائے جن وانس کے ساری مخلوق خدا چیخ پڑی اور عرض کیا:

اے ہمارے رب! ابراہیم علیہ السلام تمہارا خلیل ہے اسکو آگ میں ڈالا جارہا ہے اس کے سوا اور کوئی روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہیں ہم کو اجازت مل جائے تو ہم اس کی مدد کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ابراہیمؑ میرا خلیل ہے اس کے سوا اور میرا کوئی خلیل نہیں اور میں ہی اس کا معبود ہوں میرے علاوہ اور کوئی اس معبود نہیں۔

پھر جب آپ کو منجنیق میں باندھ کر پھینکا جانے لگا تو جبرائیل علیہ السلام نے سامنے آ کر کہا اگر آپ کو میری مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں جواب ملا:

''أما اليك فلا''

اے جبرائیل علیہ السلام مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ جبرائیل نے کہا: خلیل اپنے رب سے بچاؤ کی دعا تو مانگو: اس پیکر تسلیم ورضا نے جواب دیا:

''حسبي من سؤالي علمه بحالي۔''

جب وہ میرے حال کو جانتا ہے تو مجھے عرض کرنے کی کیا ضرورت۔ یہی وہ لمحات تھے جب شان نبوت دمکتے ہوئے آفتاب کی طرح عیاں ہو رہی تھی۔ اس کی قضاء کے

[1] الانبیاء:۶۸

سامنے ابراہیمؑ نے اپنا سر جھکا دیا ہے۔

ادھر منجنیق میں آپ کو گھما کر پھینکا گیا ادھر دھکتے ہوئے انگاروں کی آواز قدرت کا حکم ہوتا ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝٦٩ [1]

''ہم نے حکم دیا اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم پر۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر اللہ ''سلاما'' نہ فرماتا تو آگ کی انتہائی سردی کی وجہ سے ابراہیم مر جاتے۔

بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ ''سلاما'' (کونی کی خبر نہیں ہے) بلکہ محذوف فعل کا مفعول مطلق ہے۔ یعنی ابراہیم کامل طور پر سالم رکھا ہے۔

شعیب جبائی کا بیان ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جارہا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۶ سال تھی۔ آپ کے لیے آگ پھولوں کی سیج بنادی گئی آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچ سکا سوائے آپ کے ہاتھوں کی وہ رسیاں جن سے آپ کو باندھا گیا تھا صرف وہ جل گئی تھیں۔

حضرت سدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: جس دن آپ آتش نمرود سے باہر آئے اسی دن آپ کا مناظرہ نمرود سے ہوا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے شخص ہیں کہ تمام ادیان اور مذہب کے پیروکاران کا اقرار کرتے ہیں اور یہی نہیں مشرکین مکہ بھی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور خدام حرم ہیں اور یہود ونصاری بھی ان کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ان کی اولاد سے ہونے کا شرف ظاہر کرتے تھے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں پوری انسانیت کی طرف سے یہ اعلان فرمایا:

''قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا'' [2]

[1] الانبیاء:۶۹

[2] البقرة:۱۲۴

"بے شک میں نے تم (ابراہیم علیہ السلام) کو تمام لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔"

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خطاب ہے اور یہ خطاب بطور امتنان اور احسان ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس سے **امامت کا اعلیٰ** درجہ مراد لیا جائے اور دوسری وجہ کہ (الناس) میں لام استغراق کا ہے اور اس کا معنی ہے کہ میں تمام لوگوں کے لیے تم کو امام بنانے والا ہوں۔

اور یاد رہے کہ جو تمام لوگوں کا امام ہو وہ نبی ہی ہوا کرتا ہے اس طرح اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام کو وہ مقام بھی بخشا جس سے آپکی ذات اقدس کی شان و رفعت کا بہترین نمونہ آج بھی قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔

اعلان باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى [1]

"اور مقام ابراہیم کو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔"

اسی مقام ابراہیم کے بارے میں امام بخاری کے الفاظ کچھ اس طرح ہے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابرہیم علیہ السلام ان پتھروں کو جوڑ لگاتے تھے جب کعبہ کی عمارت بلند ہوگئی تو وہ اس پتھر (جو مقام ابراہیم کے نام سے موسوم ہے) کو لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لا کر دے رہے تھے۔

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا مقام کس قدر بلند ہے اور آثار انبیاء کرام سے برکتیں قیامت تک حاصل ہوتی رہیں گی۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی عظیم شخصیت نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تو پھر اللہ

۱۔ البقرۃ:۱۲۵

رب العزت نے قیامت تک کے لیے ان کی ذات اقدس کو وہ مقام بخشا ہے کہ کعبۃ اللہ میں آنے والا ہر حاجی مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو نوافل ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو جس پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر کام (تعمیر کعبہ) کرتے رہے اس جگہ کو

"من مقام ابراهيم مصلى"

بنا ڈالا۔ جس نبی کے پاؤں سے لگنے والی جگہ کو اتنا مقام مل سکتا ہے تو اس نبی کی پشت سے آنے والے نبیوں کے سردار (حضرت محمد ﷺ) کے مقام و مرتبے کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو یہ دعا مانگی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ [1]

"اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج دے۔"

صداقت دین ابراہیم:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام کفار مانتے تھے مگر وہ لوگ اللہ کی ناشکری میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اپنی قوم کو بھی غلط سمت میں لے جا رہے تھے اور ان کو یہ ہی باور کرواتے تھے کہ صحیح دین تو ہمارا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے مگر وہ لوگ تو دین مصطفوی ﷺ کے فرمودات کو پس پشت ڈال رہے کر یہ کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ دین ابراہیم سے پھرے ہوئے ہو اور ہم صحیح سمت میں جا رہے ہیں۔ مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ حقیقت میں محمد ﷺ ہی وہ دین پیش کر رہے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے قریب تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم کا نزول فرمایا تا کہ کفار کی یہ غلط فہمی دور ہو سکے۔

اسی سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سات (۷) ایسے ارشادات فرمائے جو قیامت تک صرف ابراہیم علیہ السلام کا مومنین پر ایک عظیم احسان کے طور پر قائم و دائم ہیں۔

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ
وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ" [2]

۱۔ البقرۃ:۱۲۹
۲۔ ابراہیم:۳۵

"اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان
والا کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا"

ان ہی آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ [1]

"پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ میں سے ہے اور جس نے میری
نافرمانی کی تو پس بے شک تو بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مسلمانوں کی شفاعت کی جن سے کبیرہ گناہ سرزد ہو گئے اور وہ توبہ کے بغیر مر گئے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نیکیوں سے ویسے ہی معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" [2]

"بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ جن کبیرہ گناہوں پر توبہ کر لی ہو ان کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے، لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شفاعت مسلمانوں کے لیے ان گناہوں کے لیے ہے جن پر انہوں نے توبہ نہ کی ہو۔ تو مذکورہ آیت کریمہ سے نبی کی شفاعت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

راہ خدا میں ذبح ہونے والے کا قصہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت نمبر ۱۱۳-۹۹ میں حضرت ابراہیم کے قربانی پیش کرنے کا تذکرہ مفصل بیان کیا ہے۔ مختصراً یہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے باپ کے ساتھ کام کاج کرنے کے قابل ہو گئے تو باپ نے بیٹے سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ جس میں میں تم کو ذبح کر رہا ہوں اب اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو حضرت

[1] ابراھیم:۳۶
[2] ھود:۱۱۴

اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا:

"سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ" [1]

اس کے بعد قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھو اور ہم نے اسے فرمایا: اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ دے کر اس کے فدیے میں اس کو بچا لیا پھر آگے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ [2]

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے خلیل پر آزمائش تھی کہ خلیل اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہیں جو ان کو کبر سنی میں عطا کیا گیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کو سچ کر دکھایا۔

آج جو ہم قربانی پیش کرتے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی سنت پر عمل ہے۔ جس کا ہم کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اگر بیٹے کی جگہ اللہ تعالیٰ مینڈھا نہ بھیجتا تو آج شاید کوئی بھی اپنے بیٹے کو ذبح نہ کر سکتا۔

[1] الصافات:۱۰۲
[2] الصافات:۱۰۲

حج کے فضائل ومسائل

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد باغ علی رضوی

حج کے لغوی معنی ہے کسی شے کی طرف ارادہ کرنا اور اصطلاحی معنی ہے شرائط معلومہ کے ساتھ معین ارادہ کرنا یعنی عبادت کی نیت سے بیت اللہ شریف کا ارادہ کرنا۔[۱]

حج کے نفس وجوب کے لیے اسلام، حریت، عقل، بلوغ اور استطاعت کا ہونا جبکہ وجوب ادا کے لیے احرام، مکان اور مخصوص اوقات کا ہونا ضروری ہے۔ وقوف عرفات میں طواف، زیارت حج کے ارکان ہیں۔ میقات یا اس سے پہلے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا، مزدلفہ میں رکنا، صفا اور مروہ پر دوڑنا، وادی منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنا، سر منڈوانا یا بال کترانا۔

غیر ملکی کے لیے طواف صدر کرنا حج کے واجبات ہیں طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا، سبز نشانات کے درمیان تیز دوڑنا، منیٰ میں رات گزارنا، طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف چلنا، طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا وغیرہ حج کی سنن ہیں۔ وظیفہ زوجیت ادا کرنا، خوشبو لگانا، سر اور چہرے کو ڈھانپنا، سلا ہوا کپڑا پہننا کسی دوسرے محرم کا سر مونڈنا، حرم میں شکار کرنا وغیرہ حج کے منہیات (منع کردہ اشیاء) ہیں۔[۲]

حج سے ہمیں آخرت یاد آتی ہے جب مسلمان سفید رنگ کا احرام باندھتا ہے تو اس کے منظر میں سفر آخرت کا سفید کفن یاد آجاتا ہے۔

حج کے دوران رنگ ونسل، ذات اور پات، برادری اور خاندان کے تعصبات ختم ہو جاتے ہیں مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے گہوارے میں پہنچ کر عالمگیر اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں، سب کا لباس اور زبان ایک ہوتی اور وحدت ملی کا دلکش نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے گویا:

---

۱ نہایۃ
۲ فتح القدیر

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

حج کی بدولت بندہ مومن کی سابقہ تقصیروں اور گناہوں پر رحمت کا پانی پھر جاتا ہے اور آئندہ ایک محتاط زندگی گزارنے کا عزم صمیم کرتا ہے۔

حج بیت اللہ شریف تو ایک اہم عبادت ہے جو مسلمان کو اپنے خالق کی نشانیوں اور اپنے بزرگوں کی یادگاروں کا شوق دلاتی ہے۔ اس لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید شدید کیساتھ فرمایا:

جو شخص سامان سفر اور سواری کے ہوتے ہوئے بھی حج ادا نہ کرے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔[۱]

یاد رہے کہ شیطان انسان کا سب سے بڑا اور کھلا دشمن ہے اس کی ہر لمحہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کو راہ راست سے بھٹکا کر کفر وعصیاں کی دلدل میں پھنسا دیا جائے۔ حج کے دوران شیطان کو کنکریاں مار کر اس کے ساتھ قلبی نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے حدیث پاک ہے کہ:

عرفہ کے دن کے علاوہ کسی اور دن شیطان اس قدر ذلیل ورسوا اور غضبناک نہیں ہوتا کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اس دن رحمت خداوندی برس رہی ہے اور لوگوں کے گناہ معاف ہو رہے ہیں۔[۲]

سب سے پہلا گھر:

''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾''[۳]

---

۱ جامع ترمذی
۲ مشکوۃ
۳ سورۃ آل عمران ۹۶،۹۷

(بے شک سب سے پہلا گھر جو (اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے) لوگوں کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت اور تمام جہان والوں کی ہدایت کا سبب ہے اس میں واضح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اس میں داخل ہوا وہ بے خوف ہو گیا بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کے راستہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔)

یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور پہلے ہے، انبیاء کا مقام ہجرت وقبلہ عبادت ہے، مسلمانون نے کہا کہ کعبہ افضل ہے، اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت وعبادت کے لیے مقرر کیا، نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا، جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔

اس میں کھلی نشانیاں ہیں جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرندے بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے۔

وحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھنچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواح اولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے، برباد ہو جاتا ہے۔[1]

مقام ابراہیم:

مقام ابراہیمؑ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے

[1] مدارک وخازن

وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مس ہونے کے ابھی تک باقی ہیں وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل وجنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے نہ اس پر حد قائم کی جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔

مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم ﷺ نے اس کی تفسیر زاد وراحلہ سے فرمائی۔ زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔

راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی (اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے) اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو۔ اقرع بن حابسؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور اگر واجب ہو جاتا تو تم اس کو نہ کرتے اور اس کی ادائیگی کی طاقت نہ بھی رکھتے پس حج ایک بار ہی فرض ہے تو جس نے اس سے

زیادہ کیا وہ نفل ہوگا۔[1]

حج سے گناہ اور فقر دور ہوتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حج اور عمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی او گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی سے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔[2]

پیدل حج کرنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کے مثل لکھی جائیں گی کہا گیا: حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔[3]

حج کی شرائط:

حج کرنے والا مسلمان ہو، آزاد ہو، مکلف ہو، صحیح البدن ہو۔

بصیر ہو (نابینا نہ ہو)، اس کے پاس حج کے لیے جانے (سفر حج کا قیام) حج سے واپس آنے اور دوران، جن کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے ان کا سب کا خرچ ہو۔ نیز اس کے پاس سواری ہو یا سواری کا کرایہ ہو اور راستہ مامون ہو۔ اور اگر عورت حج کرنے والی ہے تو اس کے ساتھ اس کا خاوند ہو یا عاقل بالغ محرم ہو۔

---

[1] ابوداؤد، مشکوٰۃ
[2] نسائی وابن ماجۃ
[3] ابن خزیمۃ، والحاکم

حج کے فرائض:

حج میں تین امور فرض ہیں:

۱: احرام۔

۲: 9 ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے دسویں کی فجر تک کسی بھی وقت میدان عرفات میں وقوف کرنا۔

۳: دسویں ذوالحجہ سے اخیر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طواف کرنا ان میں ترتیب بھی فرض ہے۔ یعنی پہلے حج کی نیت سے احرام باندھنا، پھر وقوف عرفات کرنا اور اس کے بعد طواف زیارت کرنا۔

حج کے واجبات:

مزدلفہ میں وقوف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، جمرات کو رمی کرنا، طواف وادع کرنا۔ (مکہ میں رہنے والا اور حائضہ عورت طواف وداع سے مستثنٰی ہے) سر منڈانا یا بال کٹوانا، میقات سے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف کرنا، طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرنا، اپنی دائیں جانب سے طواف کرنا، اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر طواف کرنا، پاک کپڑوں کے ساتھ طواف کرنا، شرم گاہ کو ڈھانپ کر رکھنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا سے کرنا، اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر سعی کرنا، حج قرأن اور حج تمتع کرنے والے کے لیے ایک بکری ذبح کرنا، سات چکر پورے ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، قربانی کے دن رمی جمرات سر منڈانے اور قربانی کرنے کے افعال کو ترتیب وار کرنا، قربانی کے تین دونوں میں کسی ایک دن طواف زیارت کرنا، حطیم کے باہر سے طواف کرنا، طواف کے بعد سعی کرنا۔

حج کے سنن اور آداب:

خرچ میں وسعت اختیار کرنا، ہمیشہ باوضو رہنا، فضول باتوں سے زبان کی حفاظت

کرنا، (گالی وغیرہ سے حفاظت کرنا واجب ہے) اگر ماں باپ کو اس کی ضرورت ہو تو ان سے اجازت لے کر حج کے لیے جانا، قرض خواہ اور کفیل سے بھی اجازت طلب کرنا، اپنی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر نکلنا، لوگوں سے کہا سنا معاف کرانا، ان سے دعا کی درخواست کرنا، نکلتے وقت کچھ صدقہ وخیرات کرنا، اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرنا، جن لوگوں کے حقوق چھین لیے تھے وہ واپس کر دینا، اپنے دشمنوں سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرنا، جو عبادت فوت ہو گئیں (مثلاً نمازیں اور روزے رہ گئے ہیں) ان کی قضا کرنا، اور اس کوتاہی پر نادم ہونا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرنا، اپنی نیت کو ریا کاری اور فخر سے مبرا کرنا، حلال اور پاکیزہ سفر خرچ حاصل کرنا کیونکہ حرام مال سے کیا ہوا حج مقبول نہیں ہوتا اگرچہ فرض ساقط ہو جاتا ہے اور اگر اس کا مال مشتبہ ہو تو کسی سے قرض لے کر حج کرے اور وہ اپنے مال سے وہ قرض ادا کرے، راستہ میں گناہوں سے بچتا رہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، سفر حج میں تجارت کرنے سے اجتناب کرے، ہر چند کہ اس سے ثواب کم نہیں ہوتا۔

حج کے ممنوعات:

جماع نہ کرے، احرام کی حالت میں سر نہ منڈائے، ناخن نہ کاٹے، خوشبو نہ لگائے، سر اور چہرہ ڈھانپے، سلا ہوا کپڑا نہ پہنے، حرم اور غیر حرم میں شکار کے درپے نہ ہو، حرم کے درخت نہ کاٹے۔

حج کے مکروہات:

اگر ماں باپ کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے اور وہ اس کے حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اس کا حج کے لیے جانا مکروہ ہے اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر ماں باپ نہ ہوں اور دادا، دادی ہوں تو وہ بھی ان کے قائم مقام ہیں۔

اس کے اہل وعیال جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے اگر حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں

اور اگر اس کو یہ خدشہ ہو کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ ضائع ہو جائیں گے تو پھر اس کا حج پر جانا مکروہ ہے۔

اگر کسی شخص کا بیٹا بے ریش ہو تو وہ داڑھی آنے تک اس کو حج کرنے سے منع کرے۔

اگر فرض ہو تو وہ ماں باپ کی اطاعت سے اولی ہے اور اگر حج نفل ہو تو ماں باپ کی اطاعت اولیٰ ہے۔

جس شخص کے ذمہ کرم کسی کا قرض ہو تو قرض ادا کرنے سے پہلے اس کا حج یا جہاد پر جانا مکروہ ہے، ہاں اگر قرض خواہ اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔[1]

[1] درمختار و عالمگیر

حضرت پیر محمد سلطان العارفین مدظلہ العالی

راجہ محمد عمران نقشبندی یو۔کے

کیا آپ جانتے ہیں جانشین حضور شیخ العالم کون ہیں؟ آئیں آج اُن کی ولادت کی نسبت سے اُن کا مختصر تعارف آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جانشین حضور شیخ العالم صاحبزادہ ڈاکٹر پیر محمد سلطان العارفین صدیقی نقشبندی الازہری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین نیریاں شریف، آپ حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ آپ کی ظاہری حیات میں بھی چار سال تک آپ مرشد کریم کے حکم پر ان کی مسند پر بیٹھا کرتے اور مخلوق خدا کے مسائل سنا کرتے، آپ کے بخت کی عظمت کو سلام کے یہ عظیم اعزاز صرف آپ کو ہی میسر آیا کہ اپنی حیات پاک میں آپ کو خود اپنی مسند پر بٹھایا گیا۔ والد گرامی کے حکم کے مطابق آپ کی پوری زندگی علوم وفنون کی مہارت کے حصول میں گزری، آپ نے تبلیغ واشاعت دین اور ایک سجادہ نشین کے لیے تمام ضروری ذرائع و اسباب کو پالیا تھا اور آج آپ خانقاہی نظام میں پرورش پانے والے صاحبزادوں کے لئے ایک مثال ہیں۔ آپ کی چالیس سالہ حیات حصول تعلیم اور والدین کی خدمت میں گزری آپ کے لیے یہ بھی بڑا اعزاز ہے کہ مرشد کریم آپ کے حصول علم سے بہت خوش اور اپنے اس بیٹے پر اکثر فخر کیا کرتے تھے جس کا اظہار انھوں نے اپنے خطوط میں بھی کیا جو اپنے اس جانشین کو دوران طالب علمی لکھے گئے۔ آپ الولد سرلابیہ کے قول کے مصدق معیار پر پورا اترتے ہیں۔

آپ کی ولادت 25-08-1973 بروز ہفتہ نیریاں شریف میں ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم نیریاں شریف مرشد آباد سے حاصل کی پھر کراچی تشریف لے گئے اور گرینڈ فاکس سکول بابری چوک کراچی سے مڈل پاس کرنے کے بعد آپ نے میٹرک راولپنڈی

جبکہ، ایف اے اور بی اے سرگودھا سے امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ بی اے تک علوم عصری حاصل کرنے کے بعد 1988ء میں آپ بھیرہ شریف جسٹس ضیاء الامت پیر کرم شاہ صاحبؒ کے ادارہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ کے اساتذہ میں امام النحو محمد خان نوری صاحب اور شیخ الحدیث قاضی محمد ایوب صاحب اور پھر جسٹس پیر کرم شاہ صاحب کے زیرِ سایہ درس نظامی کا کورس مکمل کیا جبکہ آپ کو یہ سعادت بھی ملی کے آپ نے جسٹس پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس وقت بخاری شریف کے درس بھی لیے۔ ایک دفعہ حضور جسٹس پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخاری شریف کی عبارت دی کہ سب کے سامنے پڑھیں آپ نے خوبصورت انداز میں صحیح تلفظ سے وہ عبارت پڑھی جس پر جسٹس پیر کرم شاہ صاحب نے مبارک بھی دی اور بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ درس نظامی کی سند کے بعد 1997ء میں آپ عالم اسلام کی عظیم درس گاہ جامعۃ الازہر تشریف لے گئے وہاں سے آپ نے سپیشلسٹ تخصیص فی الحدیث کی سند حاصل کی۔ وہاں سے واپسی پر آپ نے اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے اصول الدین میں ماسٹر کیا اور پھر نمل یونیورسٹی سے ایم۔فل کیا۔ ایم۔فل میں کامیابی پر مرشد کریم نے بہت پیار سے نوازا اور بے شمار مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد مرشد کریم کی قائم کردہ محی الدین اسلامک یونیورسٹی سے ہی مرشد کریم کے حکم کے مطابق آپ نے پی ایچ ڈی کا کورس ورک مکمل کیا اور یہ محی الدین اسلامک یونیورسٹی کا پی ایچ ڈی کا پہلا بیچ تھا۔ آپ عربی، اردو، انگریزی، پشتو اور پنجابی زبان پر عبور رکھتے ہیں آپ درسِ نظامی کی تدریس میں بھی مکمل مہارت رکھتے ہیں بالخصوص عربی پر آپ کو عبور ہے۔ آپ کی اس علمی قابلیت اور صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی زندگی میں ہی اپنی مسند پر بٹھا دیا تھا۔ حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے قبل بھی چار سال آپ مسند نشین رہے اور آپ کے وصال کے بعد آپ اسی مسند پر جلوہ فرما ہیں۔ حضور شیخ العالم رحمۃ علیہ کے قائم کردہ اداروں کے آپ

سرپرست ہیں۔آپ محی الدین اسلامک یونیورسٹی ومحی الدین اسلامک میڈیکل کالج کے چانسلراور محی الدین ٹرسٹ کے چیئرمین ہیں۔

حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے تمام مراحل بخوبی وبا احسن انجام دیے جس سے آپ کی صلاحیتیں مزید ابھر کر سامنے آئی ہیں۔جس انداز میں حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہر جگہ ساتھ رکھ کر آپ کی تربیت کی اس کی مثال نہیں ملتی۔

حضور شیخ العالم پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری وصال کے بعد اتنے بڑے نظام کو لے کے چلنا بلاشبہ بہت مشکل کام تھا۔خانقاہی نظام میں جو انقلاب حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ لائے وہ کوئی آسان راہ نہیں تھی۔آپ کے سامنے سب سے بڑا چیلنج محی الدین ٹیچنگ ہسپتال میرپور کا توسیعی منصوبہ تھا جس کے لیے دس کروڑ سے زائد رقم درکار تھی۔ الحمدللہ آپ نے عزم کیا اور یہ منصوبہ شروع کروادیا آج وہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔اس طرح ہسپتال میں مزید دوسو پچاس بیڈز کا اضافہ ہو جائے گا جبکہ دوسری طرف آپ کو محی الدین میڈیکل کالج میں سٹوڈنٹ کی رجسٹریشن کا چیلنج پیش آیا۔ مخالف قوتوں نے کیا کچھ نہ بولا کیا کچھ نہ کیا مگر آپ حضور شیخ العالم کی تربیت اور ہدایات کی روشنی میں خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہے اور مختصر عرصہ میں یہ معاملہ بھی سو فیصد حل کر کے ثابت کیا کہ میری پشت پر شیخ کامل کا ہاتھ ہے۔آپ نے فارم ڈی کے شعبہ کی بھی رجسٹریشن کروائی جبکہ ہسپتال میں علاقہ کی ضرورت کے مطابق کینسر سینٹر، برن سینٹر، بلڈ بینک اور سٹی سکین کی سہولت بھی مہیا کردی۔اس کے ساتھ محی الدین اسلامک یونیورسٹی راولپنڈی کیمپس کو کرایہ کی بلڈنگ سے یونیورسٹی کی اپنی بلڈنگ میں ٹرانسفر کیا۔اس طرح شعبہ درس نظامی جو کچھ وجوہات کی بنا پر بند ہو گیا تھا، آپ نے دوبارہ یونیورسٹی میں درس نظامی کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ان دو بڑے اداروں کے ساتھ مرشد کریم کا خواب ''تراڑکھل ہسپتال'' جس کا تعمیراتی کام آپ نے شروع کروایا اور انشاء اللہ بہت جلد پچاس بیڈز سے

اس ہسپتال کا آغاز ہو رہا ہے اور تراڑکھل میں ہی ہسپتال کے پاس شیخ العالم نے مسجد کے تعمیراتی کام کا آغاز فرمایا۔اس کے علاوہ آپ نے پنجاب کے مختلف علاقوں میں آٹھ مساجد و دارالعلوم کا شیخ العالم کے نام سے سنگ بنیاد رکھا اور ان پر کام جاری ہے۔درالعلوم محی الدین صدیقیہ چک بیلی خان میں آپ نے خصوصی توجہ فرمائی اور ایک نصاب تشکیل دیا، اساتذہ مہیا کیے، اب حفظ، ناظرہ اور درسِ نظامی کی باقاعدہ کلاسز جاری ہیں۔اس کے ساتھ مفتی ضمیر احمد ساجد صاحب کو ماہانہ درس کے لیے متین کیا۔اس کے ساتھ ملحق محی الدین گرلز کالج کا کام دوبارہ شروع کروایا اور الحمدللہ وہ آخری مراحل میں ہے۔اسی علاقہ میں مرشد کریم کا خواب تھا کہ کوئی ہسپتال بنایا جائے آپ نے مرشد کے اس خواب کو بھی عملی جامہ پہنایا۔جگہ کا انتخاب فرما کر شیخ العالم ہسپتال چک بیلی خان جو کہ پچاس بیڈز پر مشتمل ہوگا کے آغاز کا بھی حکم دیا۔اس ہسپتال کے لیے راجہ ابوذر صاحب و راجہ اشفاق صاحب نے دو کروڑ کا اعلان بھی کیا۔اسی طرح مرشد کریم کی خواہش تھی کہ جاپان روڈ نزد سہالہ دارالعلوم و مسجد کا قیام عمل میں آئے آپ نے شیخ کامل کی اس خواہش کو بھی پورا کیا اور مرکز جمال نقشبند کے نام سے وہاں بھی عظیم مسجد و درالعلوم کا آغاز فرمادیا۔اسی طرح فیصل آباد کی جامعہ مسجد محی الدین میں بھی آپ نے باقاعدہ مدرسہ شیخ العالم کا آغاز کروادیا اور اس کے علاوہ دیگر اداروں میں بھی آپ نے مرشدی مشن کو آگے لے کے چلنے کے لیے تمام وسائل مہیا کیے اور ایک علماء کی کمیٹی قائم فرمادی جو تمام اداروں کے انتظامات و سلیبس کو چیک کریں گے۔

ان تمام منصوبوں اور مرشد کریم کے خوابوں کی تکمیل آپ کی استقامت، شفقت و محبت نے یہ ثابت کردیا کہ آپ واقعی اس مسند کے اہل تھے اسی لیے مرشد کریم نے آپ کو ظاہری حیات میں اس مسند کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔آپ کی اس دو سالہ کارکردگی سے مریدین و متوسلین میں حوصلہ پیدا ہوا ہے اور انہیں یہ یقین کامل نصیب ہوا کہ مرشدی مشن کو

آگے لے کے جانے کے لیے آپ کے جانشین پیر سلطان العارفین صدیقی صاحب ہیں۔

آئیں حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے اس انتخاب سجادہ نشین نیریاں شریف صاحبزادہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی الازہری صاحب کے دست و بازو بنیں اور نہ صرف اس عظیم مشن کی تکمیل میں ان کا ساتھ دیں بلکہ اسے مزید بڑھانے میں اپنی توانائیاں صرف کریں۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ پیر سلطان العارفین صاحب کو صحت درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور وہ اس عظیم مشن کو مزید پھیلائیں اور ہم اس مشن میں ان کے ساتھ رہیں۔ آمین۔

مرکزِ ایمان مدینہ اور اس کا فیض

ڈاکٹر محمد رمضان نجم باروی (اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی آف فیصل آباد)

مرکزِ زمین، مکہ سے پھوٹنے والی شعاعِ ایمان مرکزِ ایمان مدینہ طیبہ میں پہنچی تو آفتاب و ماہتاب بن گئی اور پھر آسمان کے شمس و قمر نے اپنی کرنیں بکھیریں۔ مرکزِ ایمان کے اس مرکز نور نے بھی اپنی روشنیاں سخاوت فرمائیں۔ بلکہ جہاں سماوی آلات نور اپنا فیض نہ پہنچا سکے، مرکزِ یقین کی ضوء فشانی اس جہانِ قلب وجگر اور پورے عالم باطن کو منور کر گئی۔ جس سے ظاہری آنکھوں سے بے بہرہ دیکھنے لگے۔ سماعتوں سے عاری کان کانِ فیض کے فیضان سے فیض یاب ہو کر سماعت آشنائی کا شرف پانے لگے۔ گنگ زبانوں کو قادر الکلامی کی نعمت سے منعم کیا گیا تو بے ذوق نے حلاوتِ توحید سے مٹھاس پائی۔ کفر و شرک کی بدبو سے متعفن قوت شاقہ نے صدیوں بعد پہلی بار معطر و معنبر ماحول میں سانس لے کر خوشبو کو بدبو سے الگ محسوس کیا۔ حرارتِ کفر اور شدتِ شرک نے لمس انسانی کو اخوت و ہمدردی اور اخوت ولینت سے نابلد رکھا تھا۔ سو اس فیض انمول نے اُسے بھی ان صفات اور جذبات حمیدہ سے ذوق بخشا اور گویا انسان ایک جہنم کے ماحول سے جنت کے سے ماحول میں ایک نگاہ کے معجزے سے آن براجمان ہوا۔

اس مرکز نور سے جہالت کی تاریکی میں چھپ جانے والے راستہ بھی صاف دکھائی دینے لگے جن کے واضح کرنے میں آسمان کا سورج بھی جیسے تھک سا جاتا ہو۔

بیت اللہ کے بالکل سامنے جہاں ہزاروں برس سے اِس مرکزِ توحید کی آنکھیں بصد ادب واحترام سراپا انتظار میں تھیں ایک ایسا سراجِ منیر ضوء فشاں ہوا کہ جسے کعبہ ربانی نے بھی جھک جھک کر سلامی پیش کی۔ اسی قاسم نور کو جب شہاب آشنا اور عروجِ لامنتہا کا قصد عملی فرمایا گیا تو اس کے لیے اس مرکز ایمان وایقان مدینہ طیبہ میں بسا کر اس خطہ کو خیر بقاع الارضی کا رتبہ عطاء فرمایا گیا۔ پھر اسی مرکز ایمان مرکز توحید، سرچشمہ ہدایت، منبعِ تجلیاتِ الٰہیہ، بیت اللہ

شریف کو جو ہمیشہ سے محترم تھا، مگر کفر وشرک کے دلدادہ معاشرے نے احترام کے زاویے بدل دیے تھے۔ تنگ بدن طواف وسعی شرف کعبہ کا تقاضا قرار دیا گیا۔ خانہ خدا کو عبادت، قیام، رکوع وسجود کے قمقموں سے سجانے کے بجائے جھوٹے انداد وشرکاء سے بھر کر گویا شیطنت نے قدرت خداوندی کا تمسخر اُڑانے کی مذموم حرکت کی نورِ نبوت اسی شہر قدیم مکہ میں پھوٹا مگر اس کی روشنی کو پھیلنے نہ دیا گیا۔

اب اسے مفتوح فرمایا، آباد فرمایا، بتوں سے بت گروں سے، بت پرستوں سے اور کفر وشرک کی ہر لوچ سے پاک فرمایا۔ نعرۂ تکبیر سے، تسبیح وتہلیل سے اور توحید ورسالت کی صادق وراست دلیل سے مزین وآراستہ فرمایا، مکہ کی طہارت، بیت اللہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی آیاتِ الٰہیہ، شعائر اللہ کی عزت وتوقیر، مقامات اور مناسک حج کی تطہیر اسی مدنی تحریک کا حسنِ نتیجہ کہلائی۔ بالفاظ دیگر مرکزِ ایمان مدینہ طیبہ کے فیض نے مرکزِ ہدایت کعبۃ اللہ پر قابض کفر وشرک کی دیویوں کو شکست صریح دے کر اُسے پھر سے صحیح اور اصل شکل میں واقعی خانہ خدا بنا دیا۔ دوسری طرف بدر ہو، معرکۂ اُحد، حنین ہو یا احزاب ہر جگہ اسی مرکزِ ایمان سے صاحبانِ ایمان، روحِ ایمان سے دولتِ ایمان اور قوتِ ایمان لے کر نکلے اور پوری دنیا پر چھا جانے، بلکہ اسلام کو غالب کرنے کی ایسی مضبوط بنیاد فراہم فرما گئے کہ اب قیامت تک ان کے رعب سے کفر مرعوب ومغلوب ہے۔ یہی وہ شہر محبوب ہے جس نے کعبہ کو قبلہ بنانے کی راہ ہموار کی۔ یہیں اسلام کی پہلی مسجد قباء ہے جس میں دو رکعت نفل مقبول عمرے کی فضیلت رکھتی ہے۔ پھر آخری نبی ﷺ کی آخری مسجد مسجد نبوی شریف بھی زینت مدینہ طیبہ ہے۔ جہاں اخلاص ویقین کے ساتھ نماز پڑھنا مقبول حج کا درجہ رکھتی ہے۔

یہی وہ ارضِ مقدس ہے جہاں سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جہاں سے ابوبکر وعمر، عثمان وحیدر کرار، عشرہ مبشرہ صحابہ، اصحاب صفہ کے فقراء اور افراد اہل بیت نے کسبِ فیض کیا اور تا قیامت مقتدایانِ امت ٹھہرے۔

مدینہ طیبہ ہی پہلی اسلامی مملکت کا پہلا دارالخلافہ ٹھہرا، سب سے پہلے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ، مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ، تحفظِ ناموس رسالت، تحفظِ ختم نبوت کو عملی شکل اسی شہر محبوب میں دی گئی۔

اکثر احکام شرعیہ کا نزول یہیں ہوا۔ قرآن حکیم کا ایک بڑا حصہ یہیں نازل ہو کر مدنی کہلایا۔ ہزاروں احادیث نبویہ کو مدینہ ہونے کا شرف اسی سے حاصل ہوا۔ زیارت گاہ قدسیاں اور جلوہ گاہِ کروبیاں یہیں بلد امین ہے۔ فتوحات کا دروازہ یہیں سے کھلا، غزوات وسرایا اور اشاعت اسلام کی نہ رکنے والی مستحکم تحریک یہیں سے شروع ہوئی۔

ایک لاکھ سے زائد صحابہ مدنی، انصار مدنی، مہاجرین مدنی، اہل بیت اطہار مدنی تمام مساجد مدنی، جنتی قبرستان مدنی، داستان اخوت مدنی، اسلام مدنی، ایمان مدنی اور اب پوری دنیا میں پھیلا ہوا نورِ ایمان مدنی اور سب سے افضل بات یہ ہے کہ اب تا قیامت اللہ کے محبوب داتائے غیوب، رحمت عالمیان، امام انبیاء، تاجدارِ ختم نبوت سراپا رحمت ورأفت، آقاء نعمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وسلم کی ذات اقدس بنفس نفیس اسی شہر مبارک میں جلوہ فرما ہیں جو قاسم نعم الٰہیہ ہیں تو اب اللہ پاک کی جو بھی نعمت بٹ رہی ہے یہیں سے بٹ رہی ہے۔

اب مرکزِ ایمان مدینہ ہے۔ سرچشمہ ایمان مدینہ ہے۔ رحمت کی کان مدینہ ہے۔ ہر مؤمن کی جان مدینہ ہے۔ سب شہروں کی شان مدینہ ہے۔ اہل محبت کا رجحان مدینہ ہے۔ فخر کا آسمان مدینہ ہے اور ہر عاشق کا ارمان مدینہ ہے۔ جب قرب قیامت ایمان کو ہر طرف سے خطرہ ہوگا تو اس کی پناہ گاہ مدینہ ہوگا۔ اس شہر پاک کی مٹی میں، ہوا میں، پانی میں، پھلوں اور سبزیوں میں روحانی وجسمانی بیماریوں سے شفاء ہے اور اس خاک کا ہر ہر ذرہ صاحب ایماں ہے۔ قابل رشک ہیں وہ لوگ جو یومِ قیامت اسی زمین سے اُٹھیں گے اور میدانِ حشر کی طرف شفیع المذنبین علیہ التحیۃ والتسلیم کی قیادت میں اس حال میں چلیں گے کہ

زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہوں گے یا اللہ یہ سارے مدنی لوگ ہمیشہ میرے پڑوس میں رہے، آج میری قیادت میں تیرے حضور حاضر ہیں، میں ان کے ایمان کی گواہی دیتا ہوں اور ان کے بارے شفاعت کرتا ہوں۔ یہ شہر طیبہ ہے، طٰہٰ ہے، محب ہے، محبوبہ ہے، دارالسنہ ہے، دارالسلام ہے، دارالہجرہ ہے، قبۃ الاسلام ہے، شافیہ ہے، عاصمہ ہے، ناجد ہے، مسلم ہے، مؤضہ ہے، بلکہ اس کا ایک نام ایمان ہے کیونکہ قرآن حکیم نے فرمایا:

''وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ''[1]

''اور وہ لوگ (صحابہ کرام) جنہوں نے اس دار اور ایمان (مدینہ طیبہ) کو اپنا مسکن بنایا۔''

امام عاشقاں، حضرت احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اے جانے والے

[1] الحشر:09

وجوب قربانی اور ملکیت نصاب

ڈاکٹر محمد عبدالقوی (جی سی یونیورسٹی فیصل آباد)

''قربانی'' ایک مالی عبادت ہے۔ جو ہر صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے۔ مخصوص جانور کو مخصوص ایام (۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ) میں تقرب الٰہی اور اجر و ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔ مالکِ نصاب ہونے سے مراد اتنا مال ہے جو حاجات اصلیہ کے علاوہ ساڑھے سات تولے سونے کی سکہ رائج الوقت مالیت کے برابر ہو۔ واضح رہے کہ قربان کے وجوب کے لیے محض مالک نصاب ہونا ہی کافی ہے نصاب پر پورا سال گزرنا شرط نہیں ہے۔

قربانی کا مجموعی وقت:

قربانی کا مجموعی وقت دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ جب کہ قربانی کے لیے ۱۰ ذوالحجہ سب سے افضل دن ہوتا ہے۔ گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی شب میں بھی قربانی ہو سکتی ہے، مگر دن کو ذبح کرنا افضل ہے۔ تاہم علماء نے رات کو قربانی کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

شہر اور دیہات میں قربانی کا وقت:

امام کے ساتھ نماز عیدالاضحیٰ پڑھنے کے بعد قربانی کرنا بالاجماع جائز ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ''گاؤں اور دیہات والوں کے حق میں فجر ثانی طلوع ہونے کے بعد قربانی کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے جبکہ شہر والوں کے حق میں جب تک امام نماز عید اور خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کا وقت داخل نہیں ہوتا اور اگر کسی نے اس سے پہلے قربانی کر دی تو جائز نہیں ہے، اسے دوبارہ قربانی کرنا ہوگی۔ شہر میں قربانی کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ نماز عید کے بعد قربانی کی جائے اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہوتی اس

لیے وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔اگر شہر میں متعدد جگہوں پر نماز عید ہوتی ہوتو صرف پہلی جگہ نماز عید ادا کئے جانے کے بعد قربانی کرنا جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ عیدگاہ میں نماز ہوجائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ اگر کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہیں ہوئی،تب بھی ہوسکتی ہے۔

قربانی کے جملہ مسائل واحکام

قربانی کی شرط وجوب:

قربانی! ہر عاقل وبالغ اور مقیم وآزاد اور صاحب نصاب مسلمان مرد وعورت پر واجب ہے۔کافر،فقیر وغریب،غلام،مسافر اور مجنون و پاگل اور نابالغ بچے پر واجب نہیں ہے۔

شرائط قربانی کا وقت میں پایا جانا:

قربانی کی جملہ شرائط کا قربانی کے وقت میں پایا جانا ضروری ہے۔مثلاً ایک شخص ابتدائی وقت میں کافر تھا اور پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت تو اس پر قربانی واجب ہے جبکہ قربانی کی باقی شرائط بھی پائی جائیں۔اسی طرح کوئی شخص اوّل وقت میں مسافر تھا پھر اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔اسی طرح ایک شخص فقیر تھا اور وقت کے اندر مالک نصاب ہوگیا اور نابالغ بچہ بالغ ہوگیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانوروں کے مسائل:

تین قسم کے جانوروں کی قربانی دینا جائز ہے (۱) اُونٹ (۲) گائے (۳) بکری، بھینس گائے کے تحت داخل ہے جبکہ بھیڑ بکری کے تحت،ان کے علاوہ کسی جانور کی قربانی نہیں،ان جانوروں میں سے ہر ایک کا ''ثنی'' ہونا ضروری ہے۔اُونٹ پانچ سال کا،گائے دوسال کی جبکہ بکری ایک سال کی ''ثنی'' ہوتی ہے۔درج بالا جانوروں کی عمر مقررہ عمر سے زائد ہوتو درست مگر عمر کم ہونے کی صورت میں قربانی نہ ہوگی۔البتہ دنبہ یا چھترا اگر چھ ماہ کا ہوتو اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ سال والے کے برابر نظر آئے۔احتیاط کا تقاضا یہی ہے

کہ بھیڑ،چھترا،دنبہ سال سے کم عمر کا نہ ہو۔(**فتاویٰ قاضی خان**) بھیڑ،بکری اور دنبے کی قربانی ایک آدمی کی طرف سے دی جائے گی جبکہ گائے،بھینس اور اُونٹ میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔سات سے کم ہونے میں کوئی حرج نہیں مگر سات سے زائد کی شرکت سے قربانی صحیح نہیں ہوگی۔سات سے کم ہونے کی صورت میں اگر بعض کے حصص کم اور بعض کے زیادہ ہوں تو جائز ہے بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو۔

قربانی میں عقیقہ کا حصہ:

مشترکہ گائے واُونٹ وغیرہ کی قربانی میں ''عقیقہ'' کا حصہ بھی ڈالا جاسکتا ہے۔افضل و بہتر یہ ہے کہ لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ ہو،اگر دو حصوں کی استطاعت نہ ہو تو لڑکے کے لیے ایک حصہ بھی ڈالا جاسکتا ہے۔

ہر صاحب نصاب پر قربانی کا وجوب:

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے پورے خاندان کی طرف سے اجتماعی قربانی دی جاتی ہے یا پھر خاندان کے کسی ایک فرد کی طرف سے قربانی کردی جاتی ہے۔جبکہ اس خاندان میں ایک سے زیادہ افراد صاحب نصاب ہوتے ہیں۔اس صورت میں ان کے تمام کا واجب ساقط نہ ہوگا بلکہ اس خاندان میں جتنے افراد صاحب نصاب ہیں ان میں سے ہر ایک پر قربانی واجب ہے جس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

قربانی کرنا ہی واجب ہے:

قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی واجب ہے۔قربانی کا جانور یا اس کی قیمت صدقہ کردینا جائز نہیں ہے اور اس سے واجب ادا نہیں ہوگا۔

ہاں البتہ اس میں نیابت ہوسکتی ہے یعنی کسی نے دوسرے کو وکیل بنادیا اور اس نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو یہ جائز ہے۔(**فتاویٰ عالمگیری**)

ایصالِ ثواب کی نیت سے قربانی:

اگر صاحب نصاب ہے تو اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بعد اپنے فوت شدہ رشتہ داروں اور بزرگان دین کے لیے ایصال ثواب کی نیت سے قربانی کی جاسکتی ہے یعنی اپنی واجب قربانی ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اپنے مرحوم رشتہ داروں، بزرگانِ دین، اہلِ بیت، صحابہ کرام اور خصوصاً حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت سے قربانی کرنا افضل اور باعث سعادت ہے اور کرنے والے کو نہ صرف اجر وثواب ملے گا بلکہ حضور سید عالم ﷺ کی نسبت سے اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔

بوقت ذبح جانور کا بچہ نکلنا:

قربانی کے جانور نے ذبح سے پہلے بچہ دیا یا ذبح کرنے کے بعد پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو دونوں صورتوں میں یا تو اسے بھی قربان کر دیں یا زندہ صدقہ کر دیں یا فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کریں۔ اگر بچہ مردہ نکلے تو اسے پھینک دیں، قربانی ہر صورت میں صحیح ہے۔

قربانی کے جانور کا معیار:

عیوب: قربانی کے جانور کا ہر قسم کے عیوب سے خالی ہونا مستحب ہے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور عیب زیادہ ہو تو نہیں ہوگی (ردالمختار)۔ جس کا کان یا دُم پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں اگر ہو تو سہی مگر چھوٹے ہوں تو جائز ہے۔ (عالمگیری، درمختار، شامی)۔ جس کا کان یا دُم تہائی سے زیادہ کٹا ہو تو قربانی جائز نہیں اور تہائی یا اس سے کم کٹا ہے تو جائز ہے۔ اندھا، کانا اور ایسا لنگڑا جو پاؤں زمین پر نہ لگاتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں البتہ اگر پاؤں کو زمین پر لگاتا ہے لیکن جھکاؤ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے (بزازیہ)۔ جس کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (کذا فی الظہیریہ، عالمگیری)۔ بھینگا، خصی، داغا ہوا یا جس کا دودھ نہ اترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے (شامی)۔ جس کے تھن کٹے ہوئے یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے۔ بکری میں ایک

تھن کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو تھن خشک ہوں تو ناجائز ہے (درمختار)۔ جس جانور کے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اگر دانت اتنے باقی ہیں جن سے وہ چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ (قاضی خان، شامی)۔ جس جانور کا پیدائشی سینگ نہ ہو یا اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے (کافی، عالمگیری) اگر سینگ کی ٹوٹ ہڈی کے جوڑ تک پہنچ گئی ہو تو پھر قربانی جائز نہیں (بدائع الصنائع) خارش زدہ جانور اگر موٹا تازہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔ خصی جانور کی قربانی افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت لذیز ہوتا ہے (محیط)۔

افضل ترین قربانی:

حضرت بقیہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ ہو" (سنن کبریٰ ۹/۲۷۲)

بوقت ذبح عیب دار جانور کی قربانی:

ذبح کے وقت قربانی کا جانور اچھلا کودا اور اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا، یا ذبح ہوتے ہوئے اُٹھ کر بھاگا اور وہ عیب دار ہو گیا تو اسے اسی حالت میں ذبح کر دیں، قربانی ہو جائے گی۔

ذبح کے وقت کی دُعا:

تیز دھار چھری سے ذبح کرنا بہتر ہے اور ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھی جاتی ہے:

"انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض علی
ملة ابراهیم حنیفا و ما انا من المشرکین ان
صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین
لاشریك له و بذالك امرت و انا من المسلمین
اللهم لك و منك"

پھر باآواز بلند "بسم الله" اور تکبیر پڑھیں یعنی "بسم الله الله اکبر" اور

جانور کو ذبح کر دیں۔

ذبح کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ میں عرض گزار ہوں!

''اللّٰھم تقبله منی کما تقبلت من خلیلك ابراهیم علیه السلام و حبیبك محمد ﷺ'' اور اگر ذبح کرنے والا کوئی اور ہو تو ''منی'' کی جگہ ''من فلاں'' کہے اُونٹ اور گائے کی قربانی کی صورت میں تمام شرکاء کے نام لے لے۔

قربانی کرنے سے پہلے جانور کو پانی اور چارہ دیں۔ مستحب یہ ہے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لیں اور لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا مکروہ ہے اسی طرح جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کی طرف لے جانا مکروہ ہے اسی طرح جانور کو بائیں پہلو پر لٹا کر اسے قبلہ رُخ کر لیں۔ اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں۔ پھر چھری اُس کے گلے پر چلائی جائے اور چھری اتنی گہری نہ چلی جائے کہ اُس کے مغز تک پہنچ جائے اس سے مراد وہ سفید دھاگہ ہے جو گردن کی ہڈی کے درمیان ہوتا ہے (درمختار)۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا ضرورت تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور کی زندگی ابھی باقی ہو اور کھال اتارنا شروع کر دینا، اس کے اعضاء کاٹنا، گردن کھینچنا تا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، گردن توڑنا یہ سب چیزیں مکروہ ہیں، ذبح اختیاری کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رو لٹا کر تیز چھری کے ساتھ تکبیر پڑھتے ہوئے اس کی چار رگوں کو کاٹ دیا جائے اگر تین رگیں کٹ گئیں تب بھی حلال ہو جائے گا وہ رگیں یہ ہیں (۱) حلقوم: سانس کی نالی (۲) مری: خوراک کی نالی (۳) ودجین: یعنی حلقوم کے آس پاس دو خون کی نالیاں (درمختار، شامی) اُونٹ کو ایک ہی جگہ سے نحر کر دینا سنت ہے۔ (کتب فقہیہ)

قربانی کی کھالیں:

قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں بھی لایا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس سے جائے نماز، موزے اور مشکیزہ وغیرہ بنا سکتے ہیں جب کہ قربانی کی کھال بیچ کر اس کی رقم اپنے استعمال

میں نہیں لا سکتے بلکہ اس کل رقم کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ اسی طرح قربانی کے جانور کی کھال یا گوشت قصاب کو اُجرت کے طور پر دینا جائز نہیں ہے۔

قربانی کی کھالیں کسی نادار و غریب اور مستحق کو بھی دے سکتے ہیں، البتہ دینی اداروں اور مدارس کو دینا افضل ہے، کیونکہ یہ تبلیغ و اشاعت دین کے کام میں اعانت و مدد ہے اور صدقہ جاریہ بھی ہے۔

تکبیراتِ تشریق:

۹ ذوالحجہ کی نماز فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر با جماعت نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیرات پڑھنا واجب ہے اور تین مرتبہ پڑھنا افضل و مستحب ہے۔ عید گاہ آتے جاتے بھی با آواز بلند یہ تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ محمد واجد تبسم ڈسکہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ مکرمہ میں رسول پاک ﷺ کی ولادت کے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے۔ اسلام لانے سے پہلے آپؓ کو ابن قحافہ یا ابن کعب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو عبیداللہ نام ہوا اور صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپؓ کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ سے ساتویں پشت میں ملتا ہے۔ جب حضرت محمد ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے جب بھی کسی کو اسلام کی دعوت دی تو تقریباً سب نے حیل وحجت سے کام لیا لیکن صدیق اکبرؓ نے کوئی حیل وحجت نہیں کی اور ایمان لے آئے۔ جوانوں میں سب سے پہلے آپؓ ہی ایمان لائے۔ بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، غلاموں میں حضرت بلالؓ کو پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ کپڑے کے معروف تاجر تھے۔ یہ پیسہ ایمان لانے کے بعد رفاعی کاموں میں خرچ ہو کر پانچ ہزار درہم تک رہ گیا۔ آپؓ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ آپؓ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ تقریباً تمام لڑائیوں میں حصہ لیا۔ جنگ بدر میں آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے کیونکہ وہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ ایک موقع پر ان کے والد ان کی زد میں آ گئے لیکن انہوں نے درگزر کیا کہ باپ ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بے ساختہ کہا: ''بخدا اگر عبدالرحمٰن میری تلوار کی زد میں ہوتا تو میں اس کا کام تمام کر دیتا۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے سب سے معتمد ساتھی تھے۔ ایک بار رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو اپنا دوست بنا سکتا تو حضرت

ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی محبت اور اخوت افضل ہے۔'' ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''میں نے حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ کسی شخص کو حلیم اور شفیق نہیں دیکھا۔'' اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی صدیق اکبرؓ کو نماز کی امامت سونپ دی تھی۔ جب آپ ﷺ بیمار ہو گئے تو صدیق اکبرؓ کی امامت میں خود نماز ادا کر کے ان کی امامت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی۔ صدیق اکبرؓ کے بارے میں ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ باقی تمام انسانوں کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے لیکن ابوبکر کا احسان اس قدر ہے کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن چکایا جائے گا۔''

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؓ نے پہلے خطبے میں فرمایا: ''جب تک میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی اطاعت کے ساتھ رہوں میری اطاعت کرو، لیکن جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں۔ تمھارا ضعیف ترین شخص بھی میرے نزدیک قوی ہے۔ اگر میں اچھے کام کروں تو میری تائید کرو اور اگر میں برائی کی طرف جاؤں تو مجھے سیدھا کرو۔'' آپ ﷺ خلیفہ مقرر ہونے سے قبل لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کی بکریاں دوہیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بچی نے آپؓ سے کہا: ''اب تو آپؓ خلیفہ بن گئے ہیں اس لیے ہماری بکریاں نہ دوھیا کریں گے۔'' حضرت صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمھاری بکریاں دوہیا کروں گا مجھے امید ہے میرا منصب خلافت مجھے لوگوں کی اس طرح کی خدمت سے نہیں روکے گا۔'' آپؓ میں خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

حضرت پیر علاؤالدین صدیقی غزنوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے منصوبہ جات

محمد عبدالوثیق صدیقی

مندرجہ ذیل حضور شیخ العالم کے منصوبہ جات ہیں:

۱۔ محی الدین میڈیکل کالج میرپور آزاد کشمیر
۲۔ محی الدین تدریسی وتربیتی ہسپتال میرپور آزاد کشمیر
۳۔ محی الدین میڈیکل ہسپتال، تراڑکھل پونچھ آزاد کشمیر
۴۔ محی الدین انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی، کلر کہار
۵۔ محی الدین انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن اینڈ مینجمنٹ ٹیکنالوجی، اسلام آباد
۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ہجیرہ پونچھ
۷۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، بلوچ، پونچھ
۸۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، مظفرآباد
۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، راڑہ، مظفرآباد
۱۰۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، پلیر، مظفرآباد
۱۱۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول کالج، مظفرآباد
۱۲۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، پنڈوڑہ، مظفرآباد
۱۳۔ صدیقی ایجوکیشنل کلاسز، مظفرآباد
۱۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سہنسہ
۱۵۔ محی الدین اسلام سکول برائے طلبہ وطالبات، چڑھوئی، کوٹلی
۱۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، چڑھوئی کوٹلی
۱۷۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول وکالج، کہوٹہ، راولپنڈی

۱۸۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول وکالج، چک بیلی خان
۱۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، چک بیلی خان، راولپنڈی
۲۰۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، کلرسیداں، راولپنڈی
۲۱۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، میرا، جہلم
۲۲۔ محی الدین اسلامی سکول، میرا، جہلم
۲۳۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سید حسین، دینہ، جہلم
۲۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، سوہاوہ
۲۵۔ جامعہ محی الاسلام، لالہ موسیٰ، گجرات
۲۶۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، کامونکی، گوجرانوالہ
۲۷۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول وکالج، خوشاب
۲۸۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول وکالج، کند چکوال
۲۹۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ساہیوال
۳۰۔ محی الدین اسلامی گرلز سکول وکالج، ساہیوال
۳۱۔ محی الدین اسلامی سکول، اقبال نگر ساہیوال
۳۲۔ محی الدین اسلامی سکول، وکالج برائے طلبہ، فیصل آباد
۳۳۔ محی الدین اسلامی سکول وکالج برائے طالبات، فیصل آباد
۳۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، فیصل آباد
۳۵۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، حیدرآباد، سندھ
۳۶۔ محی الدین بوائز سکول، حیدرآباد، سندھ
۳۷۔ محی الاسلام کالج، چوک اعظم لیہ

محی الدین ٹرسٹ کے تحت برطانیہ میں قائم چند دینی اور رفاہی ادارے

۱۔ نورٹی وی (اسلامی ٹیلی ویژن چینل) آسٹن، برمنگھم

۲۔ جامعہ محی الدین صدیقیہ، آسٹن برمنگھم

۳۔ محی الدین گرلز کالج، آسٹن برمنگھم

۴۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، ایسٹ ہیم لندن

۵۔ جامعہ محی الاسلام صدیقیہ، اولڈہیم مانچسٹر

۶۔ محی الدین گرلز کالج برنلے لنکاشائیر

۷۔ جامعہ محی الدین صدیقیہ، ایڈنبرا، سکاٹ لینڈ

"مجلہ شیخ العالم" حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

خلیفہ حاجی عبداللہ خان (سیالکوٹ) ------ 0321-6123139
خلیفہ غلام مجدد (منہیس شریف) --------- 0300-7799744
خلیفہ حافظ واجد تبسم (ڈسکہ) ---------- 0300-7420661
خلیفہ محمد شعبان (رانجھا میراں) --------- 0306-8814112
امجد علی (پھول نگر) ------------- 0333-4342081
میاں آصف امین (راولپنڈی) --------- 0300-5015105
مختار احمد جنجوعہ (راولپنڈی) ---------- 0341-8881010
ماسٹر طارق (جڑانوالہ) ------------ 0300-5274022
خلیفہ حاجی بشیر (گوجرانوالہ) -------- 0300-6479162
علامہ مظہر الحق صدیقی (گجرات) ------- 0346-6011700
قیصر سبحانی (کڑیانوالی) ----------- 0301-6200622
صاحبزادہ محمد عارف (سندھ) ---------- 0346-3553422
محمد محبوب (کراچی) -------------- 0316-7087719
خلیفہ محمد شفیق (مریدکے) ----------- 0345-4492142
خلیفہ مظہر (دینہ) --------------- 0323-9993038
راجہ محمد عمران (یو۔کے) ------------00447907161480

بفیضان نظر

آفتابِ علم و حکمت، واقفِ رموزِ حقیقت، سراج الاولیاء، مرشدِ کریم

حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ

خواجہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی صاحب

محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل کی زیرِنگرانی

محی الدین سیکنڈری سکول (بوائز)

محنتی اساتذہ

مفت کتابیں

اعلیٰ معیارِ تعلیم

مفت یونیفارم

فیصل آباد کا منفرد مثالی ادارہ

کلاس ششم تا ہشتم 6th To 8th

پِک اینڈ ڈراپ کی سہولت

داخلہ شروع ہے

سدھار جھنگ روڈ سبزی منڈی فیصل آباد

0306-5077204